"پیغامِ صلح" کا پیغامِ جنگ

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھُوَالنَّاصِرُ

"پیغامِ صلح" کا پیغامِ جنگ

(تحریر فرمودہ ۱۸ جولائی ۱۹۲۸ء)

برادران! آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ آپس کے جھگڑوں کو ناپسند کیا ہے اور ان کے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن باوجود اس کے غیر مبائعین کے متعرّف گروہ کی طرف سے چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور گندے اور غیر شریفانہ پیرایہ میں یہ لوگ مجھ پر اور جماعت احمدیہ پر اعتراض کرتے رہتے ہیں گویا کہ ان کے سینے ایک ذخیرہ ہیں حاسدانہ خیالات کا اور ایک سمندر ہیں غضب و غصہ کے احساسات کا۔

آپ کو یاد ہو گا کہ ۱۹۲۶ء میں جب میں ڈلہوزی آیا تو بعض دوستوں نے تحریک کی کہ ان جھگڑوں کو بند کرنا چاہئے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ ہم تو ہمیشہ مدافعانہ لکھتے ہیں اور وہ بھی بہت کم لیکن ابتداء تو دوسرے فریق ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ پس اس کا فیصلہ کر لیا جائے کہ زیادتی کس کی ہے۔ مگر ان لوگوں نے کہا کہ پچھلے جھگڑے کو جانے دیا جائے اور اس شرط پر صلح کر لیجئے کہ آئندہ ایک دوسرے کے خلاف کچھ نہ لکھا جائے گا۔ میں نے اس امر کو منظور کر لیا اور آپس میں ایک تحریر لکھی گئی جو "الفضل اور "پیغام صلح" دونوں میں شائع کر دی گئی۔ اس تحریر کی اشاعت کے بعد خلاف معاہدہ پیغام صلح میں جماعت کے خلاف عموماً اور میری ذات کے خلاف خصوصاً مضامین شائع ہوتے رہے حالانکہ اس معاہدہ سے بالخصوص ذاتی جھگڑوں کو روکنا مدّنظر تھا۔ میں برابر اس وعدہ خلافی کو دیکھ کر خاموش رہا حتیٰ کہ جب بات انتہا کو پہنچ گئی تو میں

نے حسب احکام قرآن اور دستور زمانہ کے اس امر کا اعلان کر دیا کہ چونکہ دوسرے فریق نے معاہدہ فسخ کر دیا ہے اس لئے اب اس کا اثر ہم پر بھی کوئی نہیں ہو گا۔ جس طرح کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے توڑنے پر رسول کریم ﷺ نے اپنے لئے براء ت حاصل کر لی تھی اور مکہ پر حملہ کر دیا تھا۔ اس اعلان پر بھی جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے انہوں نے شور مچایا کہ گویا میں نے معاہدہ توڑا ہے حالانکہ یہ اس معاہدہ کو توڑتے چلے آ رہے تھے اور بیسیوں دفعہ توڑ چکے تھے جس کے ثبوت میں عنقریب اِنْشَاءَ اللّٰہُ ایک خلاصہ ان مضامین کا شائع کیا جائے گا جو دو سال کے عرصہ میں پیغام صلح اور الفضل میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں شائع ہوتے رہے ہیں تا کہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ کس نے معاہدہ کو توڑا ہے اور کس نے اس کا پاس کیا ہے اور کس نے ظلم سے کام لیا ہے اور کون مظلوم ہے۔

بہرحال جو کچھ بھی ہوا وہ معاہدہ منسوخ ہوا۔ اور ان لوگوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ پچھلے دو سال میں جو کچھ گالیاں یہ لوگ دیتے رہے تھے وہ درحقیقت ان کے معیار اخلاق کے لحاظ سے ایک نہایت ہی شریفانہ فعل تھا اور درحقیقت ان کے بغض کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں شکر گزار ہونا چاہئے تھا کہ انہوں نے اپنے نفوس پر جبر کر کے صرف اس قدر پر کفایت کی جو ان کے اخبارات میں شائع ہوا تھا بد زبانی اور سخت کلامی کا ایک ایسا باب کھول دیا ہے کہ اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ انسان غصہ میں کس قدر گر جاتا ہے اور اخلاق حسنہ سے کس قدر دور جا پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس حالتِ بُغض سے بچائے اور ایسے کینہ سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

نہایت ہی حیرت کا مقام ہے کہ باوجود اس قدر تعدّی اور متواتر ظلم کے اور حملہ کی ابتداء کے "پیغام صلح" کے ۲۸۔ محرم کے پرچہ میں لکھا ہے۔ "اس لئے پھر دشنام دہی کا دروازہ کھول دیا ہے۔" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جوابی مضامین کے سوا اور وہ بھی چند ایک سے زیادہ نہیں ہمارے اخبارات نے ان لوگوں کے متعلق کچھ لکھا ہی نہیں۔ اس کے مقابلہ میں ان کے اخبارات میں کالم کے کالم ہمارے خلاف سیاہ کئے جاتے ہیں۔ اور گالیوں کی ایسی بوچھاڑ ہوتی ہے کہ اَلْاَمَان۔ اور میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اگر دوسرے فرقوں بلکہ غیر مذاہب کے غیر جانبدار لوگوں سے بھی پوچھا جائے گا تو وہ بِلا تردّد گواہی دیں گے کہ پیغام صلح جو کچھ ہمارے خلاف لکھتا ہے اور جس طرح سے لکھتا ہے اس سے بیسواں حصہ بھی ہم نہیں لکھتے اور ان کی

عامیانہ طرز کے مقابلہ میں نہایت متانت سے لکھتے ہیں۔ خصوصاً میری تحریرات اور مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات کا مقابلہ کیا جائے تو ہر ایک شخص کو اقرار کرنا پڑے گا کہ میں نے اپنے دامن کو بدکلامی کے داغ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ پاک رکھا ہے۔

میری تحریرات بھی اور مولوی صاحب کی تحریرات بھی دنیا کے سامنے موجود ہیں۔ الفضل اور پیغامِ صلح کے پڑھنے والے یہ بھی جانتے ہیں کہ پچھلے دنوں میں مَیں نے مولوی صاحب کے متعلق کیا لکھا یا کہا ہے اور انہوں نے کیا لکھا اور کہا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر فرقہ اور ہر مذہب کے شریف لوگ جو ہمارے لٹریچر کو اخباری یا علمی ضرورتوں کی وجہ سے پڑھتے ہیں اس امر پر گواہی دیں گے کہ بلاوجہ اور متواتر مجھ پر ظلم کیا گیا ہے' میرے خلاف اتہامات لگائے گئے ہیں اور مجھ پر حملے کئے گئے ہیں۔ آج میری زندگی میں شاید معاصرت کی وجہ سے لوگ اس فرق کو اس قدر محسوس نہ کر سکیں اور شاید گواہی دینا غیر ضروری سمجھیں یا اس کے بیان کرنے سے ہچکچائیں' لیکن دنیا کا کوئی شخص بھی خالد اور ہمیشہ زندہ رہنے والا نہیں ہے۔ نہ معلوم چند دن کو' نہ معلوم چندہ ماہ کو' نہ معلوم چند سال کو جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا' جب لوگ میرے کاموں کی نسبت ٹھنڈے دل سے غور کر سکیں گے' جب سخت دل سے سخت دل انسان بھی جو اپنے دل میں شرافت کی گرمی محسوس کرتا ہو گا ماضی پر نگاہ ڈالے گا' جب وہ زندگی کی ناپائیداری کو دیکھے گا اور اس کا دل ایک نیک اور پاک افسردگی کی کیفیت سے لبریز ہو جائے گا اس وقت وہ یقیناً محسوس کرے گا کہ مجھ پر ظلم پر ظلم کیا گیا اور میں نے صبر سے کام لیا۔ حملہ پر حملہ کیا گیا لیکن میں نے شرافت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اور اگر اپنی زندگی میں مجھے اس شہادت کے سننے کا موقع میسّر نہ آیا تو میرے مرنے کے بعد بھی یہ گواہی میرے لئے کم لذیذ نہ ہو گی۔ یہ بہترین بدلہ ہو گا جو آنے والا زمانہ اور جو آنے والی نسلیں میری طرف سے ان لوگوں کو دیں گی اور ایک قابل قدر انعام ہو گا جو اس صورت میں مجھے ملے گا۔ پس میں بجائے اس کے کہ ان لوگوں کے حملہ کا جواب سختی سے دوں' بجائے اس کے کہ گالی کے بدلہ میں گالی دوں تمام ان شریف الطبع لوگوں کی شرافت اور انسانیت سے اپیل کرتا ہوں جو اس جنگ سے آگاہ ہیں کہ وہ اس اختلاف کے گواہ رہیں' وہ اس فرق کو مدّ نظر رکھیں اور اگر سب دنیا بھی میری دشمن ہو جائے تو بھی ان لوگوں کی نیک ظنی جو خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں لیکن ایک غیر متعصب دل ان کے سینہ میں ہو ان بہترین انعاموں میں ہو گا جن کی

کوئی شخص امید کر سکتا ہے۔

پیغامِ صلح کی اس سخت کلامی کے خلاف اپنے رویہ کا ذکر کر کے میں اس چیلنج کا ذکر کرتا ہوں جو اس نے اپنے تازہ پرچہ میں دیا ہے۔ اس چیلنج کے الفاظ یہ ہیں۔

"ان کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ صلح کریں یا جنگ کریں۔ ہم دونوں حالتوں میں ان کے عقائد کے خلاف جو اسلام میں خطرناک تفرقہ پیدا کرنے والے ہیں ہر حال میں جنگ کریں گے۔"[۱]

حضرت خلیفہ اول نے ایک دفعہ تحریر فرمایا تھا کہ پیغامِ صلح نہیں، وہ پیغامِ جنگ ہے۔ اور آج کُھلے لفظوں میں پیغام صلح نے ہمیں پیغام جنگ دیا ہے اور صرف اس بات سے چِڑ کر کہ کیوں ہم نے رسول کریم ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے اور آپؐ کے خلاف گالیوں کا سدباب کرنے کے لئے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر ایک ہی دن سینکڑوں جلسوں کا انعقاد کیا ہے۔ میں اس جرم کا مجرم بے شک ہوں اور اس جُرم کے بدلہ میں ہر ایک سزا خوشی سے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں اور چونکہ اس اعلان جنگ کا موجب ہمارے عقائد نہیں کیونکہ ان ہی عقائد کے معتقد خود مولوی محمد علی صاحب بھی رہے ہیں اور سب فرقہ ہائے اسلام ان کے معتقد ہیں بلکہ ہماری خدمات اسلام ہیں اس لئے میں اس چیلنج کو خوشی سے منظور کرتا ہوں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے دماغوں پر اس اعلان جنگ کو لکھ لیں۔ پیغام ہم سے آخری دم تک جنگ کرنے کا اعلان کرتا ہے اب ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اس جنگ کی دفاع کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہر ایک جو سچے دل سے بیعت میں شامل ہوا ہے اب اس کا فرض ہونا چاہئے کہ ان لوگوں کے اس اعلانِ جنگ کو قبول کرے اور ایک سچے مسلمان کی طرح جو بُزدل نہیں ہوتا بلکہ بہادری سے اپنے عقیدہ پر قائم ہوتا ہے اور اپنی ہر ایک چیز کو سچائی کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اس امر کے لئے تیار ہو جائے کہ وہ اس جنگ کو جو نفسانیت کی جنگ ہے، جو خود غرضی کی جنگ ہے، جو بے جا تحقیر اور بے سبب بُغض کی جنگ ہے، ہر ایک جائز ذریعہ سے جلد سے جلد خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے یہ لوگ دنیا میں قائم رکھے جائیں گے تاکہ آپ لوگ ہمیشہ ہوشیار رہیں۔ لیکن جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بھی بتایا ہے آپ لوگ اس کے فضل سے ان پر غالب رہیں گے اور وہ ہمیشہ آپ کی مدد کرے

گا۔ پس خدا تعالیٰ کے لئے نہ کہ اپنے نفسوں کے لئے ان صداقتوں کے پھیلانے کے لئے مستعد ہو جاؤ جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دی ہیں اور اس بغض اور کینہ کو انصاف اور عدل کے ساتھ مٹانے کی کوشش کرو جس کی بنیاد ان لوگوں نے رکھی ہے۔ اور اس فتنہ اور لڑائی کا سدّباب کرو جس کا دروازہ انہوں نے کھولا ہے۔ اور کوشش کرو کہ مسلمانوں کے اندر اس صحیح اتحاد کی بنیاد پڑ جائے جس کے بغیر آج مسلمانوں کا بچاؤ مشکل ہے اور جسے صرف اپنی ذاتی اغراض کے قیام کے لئے یہ لوگ روکنا چاہتے ہیں اور کوشش کرو کہ ان میں سے انصاف پسند روحیں اپنی غلطی کو محسوس کر کے آپ لوگوں میں آ شامل ہوں تا کہ جس قدر بھی ہو سکے اس اختلاف کی شدت کو کم کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

۱۸۔ جولائی ۱۹۲۸ء

(الفضل ۲۷۔ جولائی ۱۹۲۸ء)

---

[1] پیغامِ صلح جلد ۱۶ نمبر ۴ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۵ کالم ۲